فون نمبر ۹۴ تار کا پتہ۔۔ ڈیلی الفضل ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

REGD. NO. L. 5254

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ
عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

یوم جمعہ

روزنامہ

الفضل ربوہ

فی پرچہ ۱۰ انئے پیسے

۲۵ محرم ۱۳۸۲ھ

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ "
سہ ماہی ۷ "
خطبہ نمبر ۵ "
بیرون پاکستان سالانہ ۴۵ "

جلد ۵۱/۱۶ ۲۹ احسان ۱۳۴۱ھش ۲۹ جون ۱۹۶۲ء نمبر ۱۴۸

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۲۸ جون بوقت ۸½ بجے صبح

کل شام سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو شدید بے چینی کی تکلیف ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

آمین اللّٰھم آمین

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۲۸ جون۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت تاحال ناساز چلی آرہی ہے۔ گردے کی درد کچھ کم ہے۔ لیکن ٹانگ میں تکلیف بدستور ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی کو شفائے کامل عاجل عطا فرمائے۔ آمین

مارشل ٹیٹو پاکستان کا دورہ کریں گے

راولپنڈی ۲۸ جون۔ وزیر خارجہ مسٹر محمد علی نے کل قومی اسمبلی میں یہ توقع ظاہر کی کہ یوگوسلاویہ کے صدر مارشل ٹیٹو پاکستان کا دورہ کریں گے۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

متقیوں کی بعض دعاؤں کا ان کی حسب منشا پورا نہ ہونے کی وجہ

اگر دیکھا جائے تو متقی کی کوئی بھی دعا درحقیقت ضائع نہیں جاتی

"بعض لوگ جو متقی ہوتے ہیں بظاہر ان کی بعض دعائیں ان کے حسب منشاء پوری نہیں ہوتی ہیں۔ یہ کیوں ہوتا ہے یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ان لوگوں کی کوئی بھی دعا درحقیقت ضائع نہیں جاتی۔ لیکن چونکہ انسان عالم الغیب نہیں ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس دعا کے نتائج اس کے حق میں کیا اثر پیدا کرنے والے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کمال شفقت اور مہربانی سے اس دعا کو اپنے بندہ کے لئے اس صورت میں منتقل کر دیتا ہے جو اس کے واسطے مفید اور نتیجہ خیز ہوتی ہے۔ جیسے ایک نادان بچہ سانپ کو ایک خوبصورت اور نرم شے سمجھ کر پکڑنے کی جرأت کرے۔ یا آگ کو روشن دیکھ کر اپنی ماں سے مانگ بیٹھے۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ وہ ماں خواہ وہ کیسی ہی نادان سے نادان بھی کیوں نہ ہو۔ کبھی پسند کرے گی کہ اس کا بچہ سانپ کو پکڑے یا اپنی خواہش کے موافق آگ کا ایک روشن کوئلہ اس کے ہاتھ پر رکھ دے۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہ جانتی ہے کہ وہ اس کی زندگی کو گزند پہنچائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب اور عالم الکل ہے۔ اور مہربان ماں سے بھی زیادہ رحیم و کریم ہے اور ماں کے دل میں بھی یہ رافت اور محبت اسی نے ڈالی ہے۔ وہ کیونکر گوارا کر سکتا ہے کہ اگر اس کا عزیز بندہ اپنی کمزوری اور غلطی اور ناواقفی کی وجہ سے کسی ایسی چیز کے لئے دعا کر بیٹھے جو اس کے حق میں مضرت بخش ہے۔ تو وہ اس کو فی الفور منظور کر لے۔ نہیں بلکہ وہ اس کو رد کر دیتا ہے اور اس کے بجائے اس سے بھی بہتر اس کو عطا کرتا ہے اور وہ یقیناً سمجھ لیتا ہے کہ یہ میری فلاں دعا کا اثر اور نتیجہ ہے۔ اپنی غلطی پر بھی اسکو اطلاع ملتی ہے۔ غرض یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ متقیوں کی بھی بعض دفعہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ نہیں ان کی تو ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ ہاں اگر وہ اپنی کمزوری اور نادانی کی وجہ سے کوئی ایسی دعا کر بیٹھیں جو ان کے لئے عمدہ نتائج پیدا کرنے والی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس دعا کے بدلہ میں ان کو وہ چیز عطا کرتا ہے جو ان کی اس شے مطلوبہ کا نعم البدل ہو۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۸۹۹ء)

ضلع جھنگ میں گردن توڑ بخار کی وباء

اب تک ضلع بھر میں ۴۱ اموات ہو چکی ہیں

جھنگ صدر ۲۸ جون۔ شورکوٹ، ایمانہ، لالیاں، گڑھ مہاراجہ اور جھنگ صدر کے پولیس اسٹیشنوں سے حاصل ہونے والی اخباری اطلاعات کے مطابق ضلع جھنگ میں گردن توڑ بخار یعنی Meningitis بہت تیزی سے وبائی صورت میں پھیلا ہوا ہے۔ ایک اطلاع کے مطابق اس بیماری کی وجہ سے اب تک ضلع بھر میں ۴۱ اموات ہو چکی ہیں محکمہ اس بیماری کے خلاف احتیاطی اور معالجاتی اقدامات عمل میں لا رہا ہے۔

ربوہ میں محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال نے لوگوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ ان دنوں میں نزلہ زکام کے خلاف احتیاطی تدابیر اختیار کریں۔ کیونکہ اس بیماری کے جراثیم سانس کے ذریعہ جسم میں داخل ہوتے ہیں۔ خاص طور جراثیم کش دوا کانڈی لوشن کے غرارے اور اس پانی کو ناک میں سے گذارنا بہت مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اردگرد کے دیہاتیوں کو جو اس بیماری سے متاثر ہوں اپنے گھروں میں نہ آنے دیں۔ نیز اگر کسی کو بیہوشی والا بخار ہو جائے تو اسے فوری طور پر فضل عمر ہسپتال پہنچا دیا جائے۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
۲۹ جون ۶۲ء

شہید کون ہے؟

جوانسان سچائی کی تکلیفیں برداشت کرتا ہے وہی دراصل کامیاب انسان ہے جماعت احمدیہ دنیا میں اسلام کی "سچائی" قائم کرنے کے لئے کھڑی ہوئی ہے اس لئے لازمی ہے کہ اسے انتہائی تکالیف کا سامنا کرنا پڑے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں عموماً ایسی استقامت موجود ہے کہ وہ مصائب کے وقت برداشت کا معیار قائم کرتی چلی آئی ہے اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء خصوصاً سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہنمائی میں جماعت نے جو مالی اور جانی قربانیاں دی ہیں ان کی نظیر سوا انبیاء علیہم السلام کی جماعتوں کے کہیں نہیں ملتی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی ایک عجیب نمونہ ہے اور ایک پہلو سے ساری زندگی ہی تکلیفات میں گزری جنگ احد میں آپؐ اکیلے ہی تھے۔ لڑائی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی نسبت رسول اللہ ظاہر کرنا آپؐ کی کس درجہ کی شوکت، جرأت اور استقامت کو بتاتا ہے میں سچ کہتا ہوں کہ انسان جب تک اس کوچہ میں داخل نہ ہو اسے لذت ہی نہیں آتی یہ ایک ایسی لذت ہے جس کی طرف خدا تعالیٰ ہر مومن کو بلاتا ہے جس طرح اور لذتوں کا مزا چکھتے ہو اس کا بھی مزا چکھو اور تلاش کرنے والے پالیتے ہیں اس طرف سے اگر تکاہل اور تساہل ہوگا تو ادھر سے بھی حرکت نہ ہوگی ادھر سے مجاہدہ ہوگا تو ادھر سے بھی حرکت ہوگی مجاہدہ ایک ایسی شے ہے کہ اس کے بدول انسان کسی ترقی کے بلند مقام کو پا نہیں سکتا خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔

جو لوگ ہم میں ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان پر اپنی راہیں کھولتے ہیں غرض مجاہدہ کرو اور خدا میں ہو کر کرو۔ تاکہ خدا کی راہیں تم پر کھلیں اور ان راہوں پر چل کر تم اس لذت کو حاصل کرسکو جو خدا میں ملتی ہے اس مقام پر مصائب اور مشکلات کی کچھ حقیقت نہیں رہتی یہ وہ مقام ہے جس کو قرآن شریف کی اصطلاح میں شہید کہتے ہیں

لوگوں نے شہید کے معنی یہ سمجھ رکھے ہیں کہ کسی کافر غیر مسلم کے ساتھ جنگ کی اور اس میں مارے گئے تو بس شہید ہو گئے اگر اتنے ہی معنے شہید کے لئے جاویں تو پھر مخالفوں کو بہت بڑی گنجائش اعتراض کی رہتی ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ عیسائیوں اور آریوں نے اسلام کو تلوار کے ذریعہ سے پھیلنے والا مذہب قرار دیا ہے اگرچہ ان لوگوں کی سخت نادانی ہے کہ وہ بدوں دریافت کئے اصل منشاء کے اعتراض کر دیتے ہیں مگر ہم کو ان علماء پر بھی افسوس ہے جنہوں نے قرآن شریف کے حقائق کو پیش نہیں کیا اور خیالی اور فرضی تفسیریں اور مصنوعی قصے بیان کر کے اسلام کے پاک اور خوشنما چہرہ پر ایک پردہ ڈال دیا ہے مگر خدا تعالیٰ جو خود اسلام کا محافظ و ناصر ہے وہ اب چاہتا ہے کہ اسلام کا پاک اور درخشاں چہرہ دکھایا جاوے چنانچہ یہ سلسلہ جو اس نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ الٰہی نصرت کا وقت آپہنچا اور اسلام کی عزت اور جلال کے دن آگئے کیونکہ خدا تعالیٰ کی تائیدیں اور نصرتیں جو ہمارے شامل حال ہیں یہ آج کسی مذہب کے پیرو کو نصیب نہیں اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ کیا کوئی اہل مذہب ہے جو اسلام کے سوا اپنے مذہب کی حقانیت پر تائیدی اور سماوی نشان پیش کر سکے خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ جو قائم کیا ہے یہ اس حفاظت کے وعدہ کے موافق ہے جو اس نے

"انا نحن نزلنا الذکر و
انا لہ لحافظون"

میں کیا ہے۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۱۰، ۳۱۱)

ایک خود ساختہ اصول

پاکستان میں مودودی صاحب کے معتقدات سمجھنے کے لئے ان کی ایک حالیہ تقریر کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو جو انھوں نے ایک شیعہ مجلس میں حضرت امام حسین رضؓ کے متعلق دیا ہے آپ فرماتے ہیں:

"حضرت حسین رضؓ نے یہ نمونہ پیش کیا کہ اگر حکومت مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو اور وہ غلط راہ پر جاری ہو تو اس کے خلاف جدوجہد درست ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ نے تو بیعت کرلی تھی حضرت حسین رضؓ نے کیوں نہ کی اور وہ ان کو مطعون کرتے ہیں حالانکہ جب کوئی مسلمان حکومت پوری طاقت سے قائم ہو اس کے خلاف اٹھنا ہما شما کا کام نہیں صرف وہ اٹھ سکتا ہے جو فیصلہ کر چکا ہو کہ وہ اٹھے گا خواہ کچھ ہو جائے۔ جو لوگ ایسی بات کہتے ہیں ان کو صحابہ کی طرف سے صفائی پیش کرنی چاہیئے کہ حضرت حسین رضؓ کو مطعون کرنا۔ اٹھنے والے سے صفائی پیش کرنے کا مطالبہ کرنے کا کیا موقعہ ہے صحابہ کرام رضؓ کی پوزیشن صاف کی جاسکتی ہے ہر شخص کا یہ کام نہیں تھا۔

یہ حضرت حسین رضؓ ہی کا نمونہ تو ہے جو مسلمان حکومت کے بگاڑ کے وقت مسلمانوں کی رہنمائی کرتا ہے" (ایشیا ۲۱ جون ۶۲ء صفحہ ۲۶)

اس سے پہلے اس تقریر میں مودودی صاحب حضرت علی رضؓ کے متعلق کہہ چکے ہیں:

"جہاں تک استحقاق خلافت کا تعلق ہے اہل سنت اور اہل تشیع میں اختلاف ہے اور دونوں مختلف اصولوں کے قائل ہیں

۱۔ اہل سنت کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے قائل تھے کہ امت جس کو خلیفہ منتخب کرلے وہی مستحق خلافت ہے اور اس کی اطاعت کرنی چاہیئے

۲۔ اہل تشیع حضرت علی ہی کو مستحق خلافت سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہی کو خلیفہ ہونا چاہیئے تھا لیکن اس اختلاف سے قطع نظر اصل بات یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں حضرت علی رضؓ نے کیا کیا انہوں نے تلوار اٹھانے کی کوشش نہیں کی خلافت حاصل کرنے کے لئے کوئی جدوجہد نہیں کی انھوں نے کوئی فوج جمع نہ کی کوئی جتھا نہ بنایا بلکہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت سے اتفاق کرلیا اور ان کی اطاعت کرتے رہے یعنی جب امت ایک خلیفہ پر جمع ہوگئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے گریز کیا کہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کیا جائے"

(ایشیا لاہور ۲۱ جون ۶۲ء صفحہ ۹)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت علی رضؓ اور حضرت امام حسین وراثت کی بناء پر خلافت کے دعویدار تھے چنانچہ نہ حضرت علی رضؓ اور نہ حضرت امام حسین رضؓ خلفاء ثلاثہ کو حق پر سمجھتے تھے بلکہ وہ ان کی خلافت کو غاصبانہ سمجھتے تھے لیکن شریعت اسلامیہ کے مطابق انھوں نے اطاعت ہی کو مناسب سمجھا اور حضرت علی رضؓ نے تو بیعت بھی کی اور بیس سال تک خلفائے راشدین کے ماتحت رہے۔ حضرت امام حسین رضؓ کی حالت جداگانہ تھی۔ ذیل میں ابوالکلام آزاد کی مشہور کتاب مسئلہ خلافت کا ایک اقتباس اس کو سمجھنے کے لئے درج کیا جاتا ہے۔

"جب وہ مدینہ سے چلے ہیں تو حالت یہ تھی کہ نہ تو ابھی یزید کی حکومت قائم ہوئی تھی نہ اہم مقامات و مراکز نے اس کو خلیفہ تسلیم کیا تھا نہ اہل حل وعقد کا اس پر اجماع ہوا تھا۔ ابتداء سے معاملہ خلافت میں سب سے پہلی آواز اہل مدینہ کی رہی ہے پھر حضرت علی کے زمانہ میں مدینہ کی جگہ کوفہ دارالخلافہ بنا۔ اہل مدینہ اس وقت تک متفق نہیں ہوئے تھے کوفہ کا یہ حال تھا کہ تمام آبادی یک قلم مخالف تھی اور حضرت امام حسین رضؓ سے بیعت کرنے کے لئے بہیم اصرار والحاح کر رہی تھی۔ انھوں نے خود خلافت کی حرص نہ کی بلکہ ایک ایسے زمانے میں جب تخت حکومت سابق حکمران سے خالی ہوچکا تھا اور نئے حکمران کی حکومت قائم نہیں ہوئی تھی ایک بہت بڑی مرکزی و مؤثر آبادی (یعنی کوفہ وعراق) کے طلب وسوال کو منظور کرلیا البتہ اس منظوری میں یہ مصلحت ضرور پیش نظر تھی کہ یزید جیسے نااہل کی حکومت سے امت کو بچایا جائے

اگر کہا جائے کہ امیر معاویہ نے اپنی زندگی میں یزید کو ولی عہد مقرر کردیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ شرعاً اولاد کی ولی عہدی کوئی شے نہیں ہے اصلی شرط خلافت کی انعقاد حکومت ہے یزید کو گو ولی عہد مقرر کر دیا ہو لیکن جب تک اس کی خلافت بالفعل قائم نہ ہو جاتی صرف بات کوئی حجت نہ تھی یہی وجہ ہے کہ جب یزید کی ولی عہدی کے لئے حضرت عبداللہ بن عمر سے بیعت طلب کی گئی تو انھوں نے صاف انکار کردیا اور کہا "لا اُبایع لامیرین" میں دو امیروں سے بیک وقت بیعت نہ کروں گا یعنی خلیفہ کا اپنی زندگی میں ولی عہدی کے لئے بیعت لینا ایک وقت میں دو امیروں کی بیعت ہے جس کی شرعاً کوئی اصل نہیں۔ (رواہ ابن حبان ونقلہ فی الفتح)

لیکن جب وہ کوفہ پہنچے تو یکایک نظر آیا کہ حالت بالکل بدل چکی ہے تمام اہل کوفہ ابن زیاد کے ہاتھ پر یزید کے لئے بیعت کر چکے ہیں اور سرزمین عراق کی وہ بیوفائی وغداری جو حضرت امیر کے عہد میں بارہا ظاہر ہو چکی تھی بدستور کام کر رہی ہے یہ حال دیکھ کر وہ معاملہ خلافت سے دستبردار ہو گئے اور فیصلہ کرلیا کہ مدینہ واپس چلے جائیں لیکن ابن سعد کی ظالمانہ فوج نے محاصرہ کرلیا اور مع اہل وعیال کے قید کرنا چاہا وہ اس پر بھی آمادہ ہو گئے تھے کہ مدینہ کی جگہ دمشق چلے جائیں اور براہ راست یزید سے اپنے معاملہ کا فیصلہ کرالیں مگر ظالموں نے یہ بھی منظور نہ کیا۔

اب امام کے سامنے صرف دو راہیں تھیں یا اپنے تئیں مع اہل وعیال قید کرادیں [illegible]

ماضی کے خزانے

احمدی مجالس کے متعلق ایک ضروری امر

حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہمارے ملک میں لوگ مجلس کی رونق قائم رکھنے کے لئے مختلف قوموں فرقوں اور اشخاص کے متعلق لطائف بیان کرنا مفید اور ضروری سمجھتے ہیں۔ اس لئے کبھی مراثیوں۔ جلاہوں۔ ملانوں اور حافظوں کے لطائف بیان کئے جاتے ہیں اور کبھی کشمیریوں پٹھانوں اور سکھے زٹوں کے قومی خصائل پر گفتگو کی جاتی ہے۔ اور کبھی سید۔ مغل۔ قریشی اور راجپوتوں کے نقائص بیان کئے جاتے ہیں۔ اور سامعین ایسی گفتگو دلچسپی سے سنتے اور لطف اٹھاتے ہیں۔ اور اس سے مجلس کی رونق اور آراستگی میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ لیکن میں تجویز کرتا ہوں کہ ہم احمدیوں کی مجلسوں میں قطعاً اس قسم کے قصے اور لطائف بیان نہیں ہونے چاہئیں۔ اور اگر کوئی بھائی غلطی سے اس قسم کی گفتگو شروع کردے۔ تو اسے مناسب طریق سے روک دینا چاہئے۔ کیونکہ احمدی جماعت کسی خاص قوم کے افراد کا مجموعہ نہیں بلکہ یہ تو ایک ایسی مذہبی جماعت ہے جس میں دنیا کی ہر قوم کے لوگ شامل ہیں۔ اس میں شیخ۔ مغل۔ خان۔ سید اور قریشی بھی ہیں۔ اس میں ہندوستانی، پنجابی، بنگالی، کشمیری اور افغان بھی ہیں نیز اس میں عیسائیوں۔ ہندوؤں سکھوں کے علاوہ ہندوستان کی تمام ہریجن اقوام سانسی۔ چوہڑوں اور چماروں میں سے آکر لوگ داخل ہوئے ہیں۔ غرض کوئی قوم، کوئی جماعت، کوئی ذات، کوئی پیشہ، اور کوئی نسل ایسی نہیں جس کے افراد اس پاک برادری میں شامل ہوکر ہمارے بھائی نہ بن چکے ہوں۔ اس لئے ہم احمدیوں کو نہیں چاہیئے کہ مراثیوں کے قصے شروع کردیں کیونکہ مراثیوں میں سے بہت سے لوگ ہمارے معزز مخلص اور ایسے اعلیٰ نمونہ کے قائم کرنے والے بزرگ ہیں کہ جن کی خدمتوں اور قربانیوں کو دیکھ کر رشک آتا ہے۔ اور نہ ہم جلاہوں کے لطائف بیان کریں۔ کیونکہ اس برادری کے بھی بہت سے افراد ہمارے مکرم اور مخلص بھائی ہیں کہ جن کے کارناموں پر سیادت قربان ہو رہی ہے نیز ہمیں ملانوں اور حافظوں کی حرص وطمع اور حلوا خوری کے مشہور لطیفے بھی بیان نہیں کرنے چاہئیں کہ یہی لوگ تو ہمارے استاد ہمارے معلم ہمیں انسان بنانے والے ہیں اور نمازوں میں یہی تو ہمارے پیش امام ہوتے ہیں۔ اسی طرح کشمیریوں کے لطائف ان کی بزدلی کی کہاوتوں سے اپنی مجلس کو رونق دینے کی کوشش نہ کرنا چاہیئے کہ اس قوم کے ہزاروں افراد ہمارے بزرگ ہمارے خورد اور ہمارے عزیز بھائی ہیں، غرض وہ برادری جس میں میراثی۔ جلاہے سید۔ مغل۔ پٹھان وغیرہ سب شامل ہوں اس کی مجلسوں میں کس طرح ایک احمدی کو یہ جرأت ہوسکتی ہے کہ وہ کسی خاص قوم کے لطائف بیان کرے جبکہ بہت ممکن ہے کہ مجلس میں سے وہ شخص جو خاص طور پر اس کا مخاطب ہو وہی اس قوم کا ایک فرد ہو پس علاوہ اس کے کہ قومی طعن اور نسبتی تحقیر اسلام میں ناجائز اور حرام ہے احمدی جماعت کے افراد کے مجموعہ پر نظر کرتے ہوئے تو قطعی حرام اور حتمی ممنوع ہے۔ اس لئے امید ہے کہ ہمارے احباب آئندہ اس امر کا خاص خیال رکھیں گے۔ کیونکہ جب تک پورے قصد اور پختہ عزم سے اس بات کی پابندی نہ کی جائیگی۔ بہت ممکن ہے کہ عادت کی وجہ سے ہم ایسے لطائف وظرائف۔ بیان کرنے میں مشغول ہوجائیں۔

اس موقعہ پر ایک سچا واقعہ بطور مثال کے بیان کرنا ضروری خیال کرتا ہوں تاکہ احباب کو علم ہوجائے۔ کہ اس میدان میں بے احتیاطی سے قدم رکھنا کتنا خطرناک ہے وہ قصہ یہ ہے کہ ایک صاحب جو احمدیت کے درخشندہ گوہر اور عالم باعمل تھے ایک دفعہ لاہور میں مقیم تھے۔ کہ ان کی دعوت لاہور کے ایک دوست نے کی۔ مگر اس دوست کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ صاحب فلاں قوم کے ہیں۔ اس لئے جب مہمان کے آگے کھانا چنا گیا۔ اور مہمان نے کھانا شروع کیا۔ تو اتفاقاً برسبیل تذکرہ دوران گفتگو میں مہمان کے کسی ہم قوم شخص کا ذکر آگیا۔ جس نے اس دوست کو کوئی تکلیف پہونچی تھی۔ بس پھر کیا تھا اس دوست نے بجائے اس خاص شخص کی شکایت کرنے کے اسکی قوم کی ہجو شروع کردی کہ یہ قوم ہی ایسی ہے ویسی ہے اور ان لوگوں میں یہ یہ نقائص اور یہ یہ خرابیاں ہیں اور یہ ایسے ہیں اور یہ ویسے ہیں۔ غرض خوب پیٹ بھر کر گالیاں دیں۔ اب وہ صاحب جو مدعو تھے سرنیچا کئے ہوئے سب کچھ سن رہے ہیں اور پسینہ پسینہ ہورہے ہیں، نہ لقمہ نگلا جاتا ہے نہ اگلا جاتا ہے۔ پھر اس پر بس نہیں۔ بلکہ یوں کہنا شروع کیا کہ مرد تو مرد اس قوم کی عورتیں ایسی ہوتی ہیں ویسی ہوتی ہیں۔ اب یہاں پہونچ کر تو مہمان کی حالت بالکل غیر ہوگئی۔ اور غضب یہ کہ اس ساری گفتگو میں مخاطب وہی مہمان ہے اور توقع کی جاتی ہے۔ کہ ہر فقرہ کے جواب میں ہاں۔ ہوں۔ جی۔ ٹھیک۔ اور بجا وغیرہ کہے۔

ناظرین خود ہی انصاف فرمائیں کہ ہم لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ برادری کے افراد ہوکر بھائی بھائی بن چکے ہیں۔ کس طرح ہماری مجلسوں میں قوموں پر طعن پیشوں کی تحقیر اور نسب پر آوازے کسے جاسکتے ہیں، کیا کوئی شخص اپنے بھائی باپ اور بیٹے کے نسب پر طعن کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس کیا یہ عجیب بات نہیں کہ گوشت اور خون کے بھائیوں کا تو اتنا لحاظ رکھا جائے۔ مگر وہ جو روح دین اور مذہب سے ہمارے بھائی ہیں ان پر ہم ٹھٹھے اڑائیں اور کیا یہ حیرتناک امر نہیں کہ تھوپا رلدو میں جمع ہوکر جو ہمارا بھائی ہو اس کی قومیت اور ذات اور پیشہ کو تو ہم طعن سے بچائیں مگر جری اللہ فی حلل الانبیاء میں جمع ہوکر جو لوگ ہمارے بھائی ہیں۔ ان کی قومیت اور پیشہ کا ذکر ہماری خوش طبعی کا مشغلہ ہو۔ وائے ایسی مجلس پر اور افسوس ایسے بھائی چارہ پر۔ پس میں بڑے ادب سے ہر احمدی سے عرض کرتا ہوں کہ وہ یہ عادت بالکل چھوڑ دے۔ کہ اس سے سوائے اپنے عزیز بھائیوں ہاں اپنے گوشت پوست کے بھائیوں سے زیادہ عزیز بھائیوں کی دلآزاری کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں۔ دیکھو مسلمان تو وہ ہے کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ یعنی جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے اس کے مسلمان بھائی محفوظ ہیں۔

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ الفضل خود خرید کر پڑھے۔

ذکر و فکر

احمدی نوجوانوں سے خطاب

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اے احمدی نوجوانو! اے جماعت کے نونہالو اے طالب علمو اور اے پیارے بچو۔ تمہارے مقتدا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وصیت میں تم سے منجملہ کئی مطالبات کے حسب ذیل مطالبہ بھی کیا ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ تم نہ صرف اس کو ہمیشہ اپنے ذہن میں مستحضر رکھیگے۔ بلکہ پوری ہمت سے اس پر عمل بھی کرو گے اور وہ فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ہے کہ

" اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو" (الوصیۃ)

پس اپنی جوانی طاقت اور صحت کی قدر کرو اور کوئی ایسی بات نہ کرو جس سے تمہارے کام کرنے کی طاقت اور سلسلہ کی خدمت کی قوت کمزور ہوجائے۔ دراصل تمہارا کھانا پینا ورزش اور سیر و تفریح سب اسی لئے ہیں کہ تمہارے اندر کام کرنے کی سٹیم اور بجلی پیدا ہو۔ اور جس قدر اس سٹیم اور بجلی کو تم محفوظ رکھو گے اتنی ہی محمود خدمت اپنی جوانی میں خدا تعالیٰ کے دین کی کرسکو گے۔ ورنہ بڑھاپے میں پھر یہ موقعہ مشکل سے ملتا ہے۔

درجوانی کنید خدمتِ یار ÷ کہ بہ پیری نمی شود ایں کار (مسیح موعود)

۱۵ر جولائی ماہنامہ "انصاراللہ" ایسے بلند پایہ تربیتی رسالہ کی اشاعت بڑھانے کے لئے وقف فرمائیے۔ سالانہ چندہ صرف پانچ روپے (قائد عمومی انصاراللہ مرکزیہ ربوہ)

بقیہ لیڈر صفحہ ۲ سے آگے :-

یا مردانہ وار لڑ کر شہید ہوں شریعت نے کسی مسلمان کو مجبور نہیں کیا ہے کہ ناحق ظالموں کے ہاتھ اپنے تئیں قید کرا دے پس انھوں نے دوسری راہ کمال عزیمت دعوت کی اختیار کی اور خود فروشانہ لڑ کر حالت مظلومی و مجبوری میں شہید ہوئے۔

پس جس وقت کربلا میں میدان کارزار گرم ہوا ہے اس وقت حضرت امام حسین مدعی خلافت و امامت نہ تھے نہ اس حیثیت سے لڑ رہے تھے۔ ان کی حیثیت محض ایک مقدس اور پاک مظلوم کی تھی جس کو ظالموں کی فوج ناحق گرفتار کرنا چاہتی ہے نہ اپنے آپ کو زندہ گرفتار کرا دینا پسند نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ طاقتور ظلم کے مقابلے میں بے سرو سامان حق کی استقامت کا ایک یادگار منظر دنیا کو دکھلا دے تعجب ہے کہ یہ غلط فہمی صدیوں سے پھیلی ہوئی ہے جس کو مفصل اور محققانہ بحث دیکھنی ہو وہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی منہاج السنہ جلد ۲ کا مطالعہ کرے ؎ (مسئلہ خلافت ابوالکلام آزاد ص ۸۶-۸۷)

اس سے واضح ہے کہ حضرت امام حسینؓ نے بھی شریعت اسلامیہ ہی کی پابندی کرنی چاہی تھی اور آپ نے مودودی صاحب کے من گھڑت اصول کے مطابق جنگ نہیں لڑی تھی بلکہ حالات کی وجہ سے جنگ ناگزیر ہو گئی تھی اور آپ نے قید ہو جانے کی نسبت میدان میں مردانہ وار لڑ کر مقابلہ کرنے کو ترجیح دی اس طرح آپ کی جنگ ہرگز باغیانہ نہیں تھی، جیسا کہ مودودی صاحب باور کرانا چاہتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ مودودی صاحب خود طبعاً باغیانہ رجحانات رکھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ بعض علماء جو "احیائے اسلام" کا نعرہ سن کر آپ کے گرد جمع ہو گئے تھے آپ کے ان رجحانات کو معلوم کر کے ایک ایک آپ سے الگ ہو گئے ہیں اور صرف چند افراد ہی مختلف مفادات کے پیش نظر آپ کے ساتھ رہ گئے ہیں۔ چنانچہ اس قسم کے پرانے رفیق لکھتے ہیں:-

"ان سطور کے راقم کے بارے میں اگر آپ کی یہ رائے صحیح ہے کہ "ایسے بعض مودودی" ہے تو سن لیجئے کہ یہ "الحب للہ والبغض للہ" کے تحت ہے جب تک اخلاص کے ساتھ یہ رائے رہی کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب (جزوی اور اہم اختلافات کے باوجود) داعی الی الحق ہیں، انہیں داعی الی الحق کہا ان کی آواز پر لبیک کہا ان کے احکام تسلیم کئے اور ذاتی پسند و ناپسند سے قطعی الگ رہ کر ان فیصلوں کا احترام کیا جو خدمت دین کے سلسلے میں کئے گئے —— اور اس بارے میں اپنے بیگانے جس سے بھی ضرورت پڑی کھلم کھلا لڑائیاں لڑی ہیں اور جس بات کو حق سمجھا ہے اس کی حمایت بلاخوف لومۃ لائم کی ہے۔

لیکن جب مولانا موصوف کی پالیسی سے اختلاف ہوا اور یہ بات واضح ہو گئی کہ اب مولانا اصل دعوت اور اس کے اصول و مبادی سے کنارہ کش ہو چکے ہیں اور بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وہ اسلام کو مصلحت دین کے نام پر نئے سانچے میں ڈھالنے پر بھی آمادہ ہو رہے ہیں تو مولانا سے علیحدگی اختیار کر لی !!"

(ہفت روزہ المنبر ۲۰ جون ۶۲ء صفحہ ۴)

وصایا کی تحریر و تکمیل کے لئے ضروری ہدایات

(از مکرم قاضی عبدالرحمٰن صاحب سیکرٹری مجلس کارپرداز)

وصیت درحقیقت ایک مقدس عہد ہے جو ایک احمدی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم مندرجہ الوصیۃ کے ماتحت اسلام اور احمدیت کی مالی خدمت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور کرتا ہے بلکہ اس کے ساتھ ہی یہ ایک قانونی دستاویز بھی ہے اس لئے ہر وصیت شرعی اور قانونی لحاظ سے مکمل ہونی چاہیئے اگر اس میں شرعی پہلو سے کوئی نقص ہے تو یہ قابل قبول نہیں اور اگر قانونی طور پر کوئی سقم ہے تو بھی سلسلہ کے لئے کسی مصرف کی نہیں مگر باوجود متعدد بار اعلانات کے ذریعہ اس طرف توجہ دلانے کے پھر بھی کئی وصایا دفتر میں ایسی آجاتی ہیں جن میں کئی خامیاں اور کئی نقائص ہوتے ہیں جن کی اصلاح کروانے میں کئی کئی ہفتے بلکہ کئی کئی مہینے انتظار کرنا پڑتا ہے پس ایک مرتبہ پھر ان سطور کے ذریعہ گزارش کی جاتی ہے کہ دوست وصیتیں لکھنے اور لکھوانے میں بڑی احتیاط کیا کریں اور رسالہ الوصیۃ مطبوعہ نظارت بہشتی مقبرہ جولائی ۱۹۶۰ء کے آخری صفحات میں جو تین مسودے شائع کئے گئے ہیں ان کو وصیت لکھنے سے پہلے پڑھ لیا کریں اور جو مسودہ ان کے مناسب حال ہو اس کے مطابق وصیت لکھا کریں۔ یہ تینوں مسودے اخبار الفضل مجریہ ۲۱ جولائی ۱۹۶۰ء و ۱۲ اگست ۱۹۶۰ء و ۲۴ اپریل ۱۹۶۱ء میں بھی شائع کروائے گئے ہیں وہاں بھی دیکھے جا سکتے ہیں اس کے علاوہ مندرجہ ذیل امور کو بھی مدنظر رکھا جائے:

۱- وصایا بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ لکھی جائیں کوئی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام نہیں ہونی چاہیئے

۲- وصیت کرنے کے وقت موصی یا موصیہ کی عمر کم از کم ۱۸ سال کی ہونی چاہیئے ۱۵ سال کی عمر میں بھی وصیت جائز ہے لیکن ایسی صورت میں ۱۸ سال کی عمر ہونے پر وصیت کی تجدید کرنا ضروری ہے۔

۳- وصیت حتی الامکان صاف اور خوشخط لکھی جائے عبارت مشکوک اور کٹی ہوئی نہ ہو ساری تحریر میں ایک ہی سیاہی اور ایک ہی قلم استعمال ہو بین السطور یا حاشیہ میں جو عبارت زائد کی جائے یا جو الفاظ کاٹ کر درستی کی جائے ایسی سب جگہوں پر موصی کے اپنے تصدیقی دستخط ہونے چاہئیں یا انگوٹھا حاشیہ میں ثبت کیا جائے۔

۴- ہر وصیت پر دو گواہوں کے دستخط لازمی ہیں

۵ گواہ اپنے دستخط صاف کریں جو پڑھے جا سکیں اور اپنی ولدیت اور مکمل پتے درج کریں تاکہ بوقت ضرورت ان سے رابطہ پیدا کیا جا سکے۔

۶- گواہ اگر جماعت کے عہدہ دار ہوں تو بہتر ہے ورنہ ثقہ اور معروف احمدی ہوں

۷- ایسی وصایا جن میں جائداد غیر منقولہ (اراضی یا مکان) پیش کی گئی ہو ان پر گواہوں کے علاوہ کم از کم دو ورثاء کے دستخط بھی ضرور کرائے جائیں۔

۸- شادی شدہ مستورات کی وصایا پر جماعت کے دو عہدہ داروں کے علاوہ ان کے خاوند بھی دستخط کریں اور غیر شادی شدہ اور بیوہ عورتوں کی وصیتوں پر ان کے باپ یا بھائی یا کوئی اور قریبی رشتہ دار دستخط کریں۔

۹- چندہ شرط اول بحسب حیثیت (جو وصیت میں مندرجہ جائداد یا آمد سے ہی ظاہر ہو سکتی ہے) مگر کم سے کم ایک روپیہ اور اجرت اعلان وصیت ساڑھے پانچ روپے ہر وصیت کے ساتھ فوراً ادا ہو جانا چاہیئے جو دوست مہینوں تک یہ ابتدائی چندے ادا نہیں کرتے ان سے کیونکر توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنی وصیتوں کی باقی مالی پابندیوں سے باقاعدگی اور دوام کے ساتھ عہدہ برآ ہوتے ہوں گے۔

۱۰- وصیت میں پیش کردہ جائداد کی تفصیل محل وقوع اور اندازہ قیمت درج کیا جائے۔

۱۱- تصدیقی فارم (جو وصیت فارم کے ساتھ شامل ہوتا ہے) پر موصی کی دینی اخلاقی حالت کے علاوہ مقامی جماعت کے دو عہدہ داروں کی یہ تصدیق بھی ہونی چاہیئے کہ وصیت میں پیش کردہ جائداد اور آمد درست ہے مستورات کی وصایا میں مقامی لجنہ اماء اللہ کی تصدیق بھی ضروری ہے

۱۲- شادی شدہ مستورات کی جائیداد کی بنیادی چیز ان کا مہر قرار دیا گیا ہے اس لئے شادی شدہ عورتوں کی وصیتوں میں مہر کی رقم کا ذکر ضرور ہونا چاہیئے خواہ وہ خاوندوں سے وصول کر چکی ہوں یا ابھی قابل وصول ہو اگر مہر وصول ہو چکا ہو تو بتایا جائے کہ اب کس شکل میں ہے

۱۳- مہر قابل ادا ہونے کی صورت میں خاوند کو یہ تحریر شامل وصیت کرنی چاہیئے کہ مجھ پر اتنی رقم اپنی بیوی کے مہر کی واجب الادا ہے میں اس کے حصہ وصیت کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوں۔

جماعت احمدیہ راولپنڈی کے سالانہ جلسہ کی مختصر روئداد

۱۷ مئی کو جلسہ کے پہلے اجلاس کی کارروائی جناب میاں عبدالحق صاحب رامہ ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ کی صدارت میں ۴ بجے شام شروع ہوئی کارروائی کا آغاز یٰسین الیاس صاحب نے تلاوت قرآن کریم سے کیا اس کے بعد رشید احمد صاحب بھٹی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اس اجلاس میں پہلی تقریر جناب قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائل پوری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسولؐ کے عنوان پر ارشاد فرمائی آپ کی تقریر کے وقت ہال کچھا کچھ بھرا ہوا تھا اور بہت سے احباب باہر کرسیوں پر بیٹھے اور بہت سے لوگ سڑک پر کھڑے نہایت شوق سے محترم قاضی صاحب کی تقریر سنتے رہے جناب قاضی صاحب کی تقریر ایک والہانہ کیفیت اپنے اندر رکھتی تھی آپ نے فرمایا کہ عشق صرف زبانی دعوی کا نام نہیں بلکہ اس کے ساتھ عمل اور جنون کی بھی ضرورت ہوتی ہے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد اشعار حضور کے آنحضرت سے عشق کے بارے میں پیش فرمائے اور واضح فرمایا کہ حضور کا عشق کس قدر والہانہ انداز اپنے رکھتا تھا پھر آپ نے حضور کی پوری زندگی کو اس بات کے ثبوت میں پیش کیا کہ آپ کو واقعی سید کونین سے گہرا عشق تھا جس کے لئے آپ نے اپنی پوری زندگی داؤ پر لگا رکھی تھی اور آپ کا تن من دھن ہر چیز آنحضرت کے عشق پر قربان تھی آپ کی تقریر کا سامعین نے بہت گہرا اثر لیا دوسری تقریر جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس نے "صداقت مسیح موعودؑ" کے عنوان سے ارشاد فرمائی آپ نے اپنی تقریر میں صداقت مسیح موعود کے متعدد دلائل نہایت فاضلانہ مگر عام فہم انداز میں پیش فرمائے سامعین نے آپ کی تقریر پوری توجہ اور انہماک سے سنی اور غیر معمولی دلچسپی اور شوق کا اظہار کیا چنانچہ سامعین کی خواہش پر محترم شمس صاحب کو تقریر کے لئے زائد وقت دیا گیا

پہلے روز کا دوسرا اجلاس بعد نماز مغرب کے بعد جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ صوبائی امیر کی صدارت میں منعقد ہوا اس اجلاس میں بھی شمس صاحب نے اپنی تقریر کو جاری رکھا اور مزید نصف گھنٹہ تک تقریر فرمائی اس کے بعد مکرم شبیر احمد صاحب نائب وکیل المال نے سلائڈز اور فلم کے ذریعہ جماعت

یاد رفتگان

محترم شیخ نصیر الدین صاحب مرحوم مکند پوری

از محترم شیخ شریف احمد صاحب آف سرگودھا حال کراچی

میرے دادا شیخ نصیر الدین صاحبؓ مکند پور ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔ ایک رویا کی بناء پر حضرت مسیح الموعودؑ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ احمدیت قبول کرنے سے پہلے آپ فرقہ اہلحدیث سے تعلق رکھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے "کہ مذہب کے بارے میں مجھے بڑی تشویش رہتی تھی۔ اور سکونِ قلب حاصل نہ تھا۔ مساجد میں جاتا تو علماء کو "احوال الآخرت" پڑھتے ہوئے سنتا اور خیال کرتا کہ اس کے مطابق تو یہی وقت امام الزمان کے ظہور کا ہے۔ پھر خدا تعالےٰ کے حضور دعاؤں میں لگ جاتا"

آخر خدا تعالےٰ نے آپ کی تضرعات کو سنا۔ اور رہنمائی فرمائی۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ شیطان نے آپ پر حملہ کیا ہے لیکن آپ بھاگ کر ایک صالح جماعت میں شامل ہو گئے ہیں اور اس کے حملہ سے بحفاظت بچ نکلے ہیں۔ انہیں دنوں آپ نے حضرت مسیح موعود کے بارے میں سنا۔ تو آپ قادیان تشریف لے گئے اور سب کچھ خواب کے مطابق پایا۔ اسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر لی کچھ عرصہ وہاں قیام کیا۔ پھر مکند پور تشریف لے آئے اور اس مقدس اور روح پرور پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کا کام شروع کیا۔ اس بارے میں آپ میں اس قدر جوش تھا کہ کسی چیز کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ پیشہ تجارت تھا۔ دکان پر جو بھی گاہک آتا اسے پاس بٹھا کر سمجھاتے اور پیغام حق سے اسے آگاہ فرماتے۔

صوم وصلوٰۃ کے سختی سے پابند تھے نماز تہجد باقاعدگی سے ادا فرماتے تھے اکثر باتیں آپ پر رویا کے ذریعہ کھل جاتی تھیں۔ بعض مقدمات میں خدا تعالےٰ نے آپ کو پہلے سے ہی فتح کی بشارت دے دی۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے والہانہ عشق تھا۔ جب کبھی حضور کی خدمت میں خط وغیرہ لکھواتے تو خط کے اوپر لکھواتے "فضل عمر کی عمر دراز ہو" وفات سے چند یوم پہلے آپ نے حضرت حاجی غلام احمد صاحب آف کریامؓ کو خواب میں دیکھا کہ وہ آپ کو بلا رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ "نصیر الدین اب آ جاؤ"۔ آپ نے سنہ ۱۹۴۷ء میں قریباً نوے سال کی عمر میں راولپنڈی میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔

حضرت دادا صاحب مرحوم ومغفور کے چند واقعات چوہدری احمد علی خان صاحب آف کراچی جو کہ حضرت حاجی غلام احمد صاحب آف کریامؓ کے بھانجے ہیں نے قلمبند کر کے مجھے دئے ہیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں وہ تحریر فرماتے ہیں۔

"میں چھوٹی عمر کا ہی تھا کہ بابا صاحبؓ اکثر میرے ماموں جان حضرت حاجی غلام احمد صاحبؓ کے پاس آیا کرتے تھے۔ اور عموماً جوتی اور ایک پگڑی اور لنگی لایا کرتے تھے قد قدرے درمیانہ تھا خاموش رہتے تھے بات کم کرتے تھے اور جب کوئی بات کرتا تو اکثر یہ لفظ کہتے "بھلی کہی" ایک دفعہ حضرت ماموں جان رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق فرمایا۔ بابا صاحب بہت نیک بزرگ ہیں فرمایا "حضرت خلیفۃ المسیح اول کے ابتدائی زمانے کی بات ہے کہ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ایک دفعہ مکند پور گئے وہاں پر دو تین گھر احمدیوں کے تھے تو انہوں نے بابا صاحب سے چندہ کے لئے تحریک کی بابا صاحب نے اپنی ایک بھینس کھول کر مولوی صاحب کے سپرد کر دی اور کہا مجھے میرے پاس یہی کچھ ہے۔ فرمایا "چند یوم پہلے بابا صاحب کے پاس دو بھینسیں تھیں اور دونوں ہی دودھ دیتی تھیں مگر ایک بھینس بیمار ہو کر مر گئی دوسری اللہ تعالےٰ کے راستے میں خود دے دی۔ اس پر بیوی کہنے لگی چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں۔ یہی ہمارا اثاثہ تھا جو آپ نے چندہ میں دے دیا" اس پر بابا صاحب نے کہا "کہ در اصل یہ خدا تعالےٰ کا ہی مال تھا۔ ایک وہ خود لے گیا اور ایک میں نے اس کے حوالے کر دی"۔

اسی طرح مالی قربانی کے متعلق حضرت ماموں جان رضی اللہ عنہ نے فرمایا "کہ ایک دفعہ مسجد احمدیہ لنڈن کے لئے چندہ لے کر قادیان جمع کروانے گیا تو امرتسر سٹیشن پر بابا صاحبؓ موصوف مجھے ملے پوچھا حاجی صاحب کیسے آنا ہوا۔ فرمایا کہ میں مسجد احمدیہ لنڈن کا چندہ جمع کروانے آیا ہوں پوچھا آپ کیسے آئے ہیں۔ بابا صاحبؓ نے فرمایا کہ میں سودا خریدنے آیا تھا۔ اچھا اب یہی سودا کر لیتا ہوں۔ جس قدر رقم پاس تھی وہ ساری ماموں جان صاحب کو دیدی اپنے پاس صرف کرایہ کی رقم رکھی۔ گھر آ کر جب ان کے لڑکے فیروز الدین نے بیجک وغیرہ کے متعلق پوچھا تو چندہ کی رسید دے کر کہا "یہ ہے بیجک" اس پر فیروز الدین نے کہا یہ تو چندہ کی رسید ہے کہا بس یہی سودا میں نے کیا ہے"۔

ابتداء میں پھیری وغیرہ کر کے اپنا اور بال بچوں کا پیٹ پالتے تھے پھر آہستہ آہستہ ترقی کرتے کرتے دکان کھول لی۔ خدا تعالےٰ نے مال میں برکت دی تھی۔ پابند صوم وصلوٰۃ اور تہجد گزار تھے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے فیروز الدین صاحب نے ایک موقع پر بتایا کہ ایک دفعہ ایک راجپوت جو کہ تلونڈی چودھریاں کا تھا اور آسٹریلیا سے آیا تھا۔ بابا صاحب کے پاس کچھ سودا خریدنے آیا۔ کوئی چیز خریدتے وقت اس نے چیز کی قیمت پوچھی تو بابا صاحب رضی اللہ عنہ نے بتا دی۔ اس شخص نے کہا کہ کچھ کم قیمت نہیں ہو سکتی بابا صاحب نے کہا کہ یہ سچی دکان ہے۔ یہاں پر ایک ہی قیمت ہوتی ہے اس شخص نے بابا صاحب کو برا بھلا کہا اور بغیر خریدے چلا گیا۔ رات کو اس شخص نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضور نے فرمایا کہ تم نے بابا نصیر الدین کو کل بہت برا بھلا کہا ہے۔ ہم تم سے سخت ناراض ہیں۔ اس لئے اٹھو اور جا کر معافی مانگو . . . . اس پر وہ شخص صبح سویرے ہی بابا صاحب کے پاس آیا اور معافی مانگنے لگا بابا صاحب نے فرمایا کہ آپ نے میرا تو کوئی گناہ نہیں کیا۔ جس کا گناہ کیا ہے اس سے معافی مانگیں۔ پھر اس شخص نے یہ سارا خواب سنایا۔ تب بابا صاحب نے خواب سن کر فرمایا "جاؤ بابا معاف کیا"۔ اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ بابا صاحب بہت بڑے بزرگ تھے۔

تقسیم ملک کے وقت مکند پور کے غیر مسلم سردار نے جو کہ آنریری مجسٹریٹ بھی تھا بابا صاحب کو اپنے قلعہ میں بلانے کے لئے کہا۔ مگر بابا صاحب نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جب تک تمام مسلمان نہیں آ جاتے میں آپ کے قلعہ میں نہیں آ سکتا۔ . . . .

سردار نے سارے مسلمانوں کو اپنے قلعہ میں اپنی حفاظت میں لینے کے لئے اظہار رضامندی کیا اور پھر چند یوم تک جب تک کہ جالندھر سے ٹرکوں کا بندوبست نہ ہو گیا وہیں رکھا۔ اور کل تین سو مسلمانوں کے کھانے پینے کا بندوبست سردار صاحب نے اپنے پاس سے کیا۔ سردار صاحب بابا صاحب کی بہت عزت کرتے تھے اور آپ کو ایک بزرگ اور ولی اللہ خیال کرتے تھے عام طور پر مکند پور کے ہندو اور سکھ اور مسلمان اور دیگر لوگ بابا صاحب مرحوم کو اسی نام سے پکارتے تھے

مکند پور سے سیدھے راولپنڈی آئے۔ اتفاقاً حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز بھی تشریف لائے ہوئے تھے اس لئے حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور پھر چند یوم کے بعد ہی وفات پائی

تیری یاد میں

بن میں نظر بچا کر بیٹھا ہوا ہوں تنہا
اور تیری یاد میں میں اک گیت گا رہا ہوں
اشجار و برگ و سبزہ ہیں سامعین میرے
وہ وجد کر رہے ہیں اور میں سنا رہا ہوں
یہ سامنے رواں ہے جو نہرِ آبِ صافی!
اس نہر کے ساتھ اپنی تانیں بہا رہا ہوں
مرغانِ خوشنوا ہیں جو محوِ خوشنوائی
اُن کی سُروں میں اپنی سُر کو ملا رہا ہوں
قدرت نے کی ہوئی ہے بزمِ طرب جو قائم
گلدستۂ محبت اس میں سجا رہا ہوں
سوزِ نوا سے اپنا گو دل پگھل چکا ہے
فانوسِ حسن لیکن تیرا جلا ہوا ہے

جو تحریک غیروں سے خراج تحسین لے رہی ہے وہ اپنوں کی زیادہ توجہ کی مستحق ہے

مکرم سید اعجاز احمد شاہ صاحب انسپکٹر بیت المال ۲/۳/۶۸ روپے کا وعدہ بھجواتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"انسانی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔۔۔ جولائی ۶۲ء سے دفتر کو لکھ رہا ہوں کہ تین روپے ماہوار رسید تحریک جدید وضع فرمایا کریں۔۔۔ تحریک جدید الہامی تحریک ہے اور ۳۴ء سے اب تک اس کا کام نہ صرف اپنوں بلکہ غیروں سے خراج تحسین لے رہا ہے۔"

جماعت کے مخیر احباب غور فرمائیں کہ ہر گز سے قلیل گزارہ لینے والے لوگ بھی تحریک جدید کے مالی جہاد میں کس طرح ذوق شوق سے حصہ لے رہے ہیں۔ تحریک جدید کی غیروں میں مقبولیت اور جماعت کے غیر مستطیع طبقہ کی قربانیاں ایسے مخیر احباب کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ جو استطاعت اور فراخی رکھنے کے باوجود اس صدقہ جاریہ کے ثواب میں کما حقہ حصہ نہیں لے رہے

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار ——— جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

انصار اللہ کے اعلانات

چند اہم تربیتی امور

۱۔ حقہ:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

حدیث میں آیا ہے۔ ومن حسن الاسلام تبرك مالا يعنيه۔ یعنی اسلام کا حسن یہ بھی ہے کہ جو چیز ضروری نہ ہو وہ چھوڑ دی جاوے۔

اسی طرح پر یہ پان حقہ۔ زردہ (تمباکو) افیون وغیرہ ایسی چیزیں ہیں۔ بڑی سادگی یہ ہے کہ ان چیزوں سے پرہیز کرے کیونکہ اگر کوئی اور بھی نقصان ان کا بفرض محال نہ ہو تو بھی اس سے ابتلاء آجاتے ہیں۔ اور انسان مشکلات میں پھنس جاتا ہے۔ مثلاً قید ہو جائے۔ تو روٹی تو ملیگی لیکن بھنگ چرس یا اور منشی اشیاء نہیں دی جاویں گی یا اگر قید نہ ہو کسی ایسی جگہ میں ہو جو قید کے قائم مقام ہو۔ تو پھر بھی مشکلات پیدا ہو جاتے ہیں۔ (فتاویٰ ص ۲۹۷، ۱۰/۶/۱۹۰۲)

۲۔ تعلیم:۔ ضرور تھا کہ دنیا ختم نہ ہو۔ جب تک کہ محمدی سلسلہ کے لئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لئے دیا گیا تھا۔ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم۔ موسیٰ نے وہ متاع پائی۔ جس کو قرون اولیٰ کھو چکے تھے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی جس کو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا۔ اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھکر۔ مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھکر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھکر۔ اور وہ مسیح موعود نہ صرف مدت کے لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا جیسا کہ مسیح ابن مریم موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا بلکہ وہ ایسے وقت میں آیا۔ جبکہ مسلمانوں کا وہی حال تھا۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں کا حال تھا۔ سو وہ میں ہی ہوں۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے نادان ہے وہ جو اس سے لڑے اور جاہل ہے وہ جو اس کے مقابل پر یہ اعتراض کرے کہ یوں نہیں بلکہ یوں چاہیئے تھا۔ (کشتی نوح ص ۲۱-۲۰)

(قائد تربیت انصار اللہ مرکزیہ)

سو فی صدی کیلئے مساعی کی ضرورت

مکرمی سردار غلام احمد مصطفےٰ صاحب صدر جماعت احمدیہ کماسی مطلع فرماتے ہیں کہ ان کی جماعت کا چندہ سو فی صدی وصول ہو چکا ہے۔ جزاھم اللہ تعالےٰ

تحریک جدید کے سال رواں کے اعلان پر آٹھ ماہ گزر رہے ہیں بہت کم جماعتیں ایسی ہیں جنہوں نے چندہ کی وصولی کی طرف کما حقہ توجہ مبذول کی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعت کماسی کی طرح ہر جماعت کے صدر / امیر صاحب مرکز کو یہ خوشکن اطلاع بھجوائیں کہ ان کی جماعت کا چندہ سو فی صدی وصول ہو چکا ہے۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

الفضل آپ کا قومی آرگن ہے اس کی اشاعت کو بڑھانا ۔۔۔ آپ کا فرض ہے ۔۔۔

تحریک جدید کی اہمیت کے مدنظر

وعدہ میں نمایاں اضافہ

مکرم ماسٹر اللہ بخش صاحب دارالصدر غربی ربوہ مطلع فرماتے ہیں کہ عزیزم چوہدری ریاض احمد صاحب باجوہ نے تحریک جدید کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنا وعدہ ۵-۵ کی بجائے ۹۰/- کر دیا ہے ——— قارئین کرام دعا فرمادیں کہ خدا تعالےٰ چوہدری ریاض احمد صاحب کو ان کے مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے اور ان کی قربانی کو قبول فرماتے ہوئے مزید خدمات دینیہ کی توفیق بخشے۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

داخلہ بی ٹی کورس سکھر

آغاز کار ۲/۶۲/۱۶ ایک سالہ کورس ـــ شرائط ۱۔ گریجوایٹ سندھ یونیورسٹی یا اسکے برابر قابلیت کسی منظور شدہ سکول میں یک سالہ تجربہ ٹیچنگ۔

درخواستیں مجوزہ فارم میں معرفت افسر ادارہ خود ۶۲/۵/۱ تک فارم درخواست پرنسپل سکنڈری ٹیچرس ٹریننگ کالج سکھر سے طلب کریں۔

(ناظر تعلیم)

تلاش گمشدہ

نواب خان اختر جماعت دہم کا امتحان دینے کے بعد آزاد کشمیر کے علاقہ کوٹلی میں ملازمت کے لئے گیا تھا۔ وہاں سے ڈیڑھ دو ماہ بعد نا معلوم حالات کے تحت غائب ہو گیا ہے۔ اس کے والدین و عزیز و اقارب سخت پریشان ہیں اگر وہ خود یہ اعلان پڑھے یا کسی اور دوست کی نظر سے گزرے تو وہ ذیل کے پتہ پر اطلاع دیں۔

حلیہ:۔ عمر اٹھارہ سال۔ قد درمیانہ رنگ سفید و قوی الجثہ ہے۔

(خاکسار منیر احمد ونیس پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لنگے ضلع گجرات)

شکریۂ احباب

میرے بچے عزیز نجم الدین کے نہر میں ڈوبنے کے سلسلہ میں بہت سے احباب نے تعزیت کے خطوط لکھے ہیں۔ ان سب احباب کی ہمدردی کا مشکور ہوں۔ اللہ تعالےٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

احمد شفیع قریشی ایجنٹ بناسپتی گھی درجہ اوّل

میانوالی

تصحیح

۱۔ محترمہ نجم النساء بیگم ۱۶۵۵۲ کی وصیت مورخہ ۲۰ جون ۱۹۶۲ء کے الفضل میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں گواہ نمبر۲ کی ولدیت غلط شائع ہوئی ہے۔ درست مندرجہ ذیل ہے سلطان علی خاں ولد چوہدری نعمت علی خاں "چیاد بھا گووال" موضع تیل کوٹ ڈاکخانہ ملتان شہر

۲۔ الفضل مورخہ ۲۶/۶/۶۲ کے پرچہ میں نواب بی بی موصیہ ۱۶۵۸۰ کی وصیت شائع ہوئی تھی اس میں زوجیت غلط درج ہو گئی ہے۔ موصیہ کی زوجیت "نواب بی بی بیوہ سلطان بخش" ہے۔ قارئین تصحیح فرمالیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

[illegible]

میرے بڑے بھائی ملک محمد عثمان صاحب کے ہاں مورخہ ۲۳/۲۲ جون کی درمیانی شب کو لڑکا پیدا ہوا ہے۔ نومولود محترم ملک فضل حسین صاحب کا پوتا ہے۔

بزرگان سلسلہ و احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو لمبی با اقبال زندگی دے خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

(ملک محمد خورشید سٹینڈ منیجر احمد ٹرانسپورٹ لائلپور)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفس کرتی ہے۔

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جارہی ہیں تا اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو ضروری تفصیل کے ساتھ مطلع فرمائیں۔

(اسسٹنٹ سکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۶۵۹۹ ـ میں داؤد احمد ولد قاضی مسعود احمد مرحوم قوم راجپوت پیشہ طالب علمی عمر ۱۸½ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۵ مقبول بلڈنگ سکول لاڑرام سوامی گاڑی کھاتہ کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میں تعلیم حاصل کرتا ہوں اور مجھے ماہوار جیب خرچ مبلغ سات روپیہ میری والدہ صاحبہ کی طرف سے ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہوں گا۔ اگر اس کے بعد میں کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ فقط ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۶۲ء ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد داؤد احمد بقلم خود۔ گواہ شد ملک الطاف الرحمٰن زعیم خدام الاحمدیہ حلقہ مارٹن روڈ کراچی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

نمبر ۱۶۶۰۰ ـ میں شیخ لطف المنان ولد شیخ مسعود الرحمٰن صاحب قوم شیخ قانون گو پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن راولپنڈی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ دسمبر سنہ ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ -/۱۳۹ روپے ماہانہ ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۹ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ وصیت کرتا ہوں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۹ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا رہوں گا۔ میرے والد موجود ہیں اس لئے میری کوئی جائیداد نہیں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائیداد پیدا کروں یا میرے مرنے پر کوئی جائیداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی اگر میں کوئی رقم یا جائیداد اپنی زندگی میں داخل خزانہ یا حوالہ صدر انجمن احمدیہ بمد وصیت کرکے رسید حاصل کرلوں تو وہ رقم حصہ وصیت سے منہا کردی جائے گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد شیخ لطف المنان حبیب A 38 CC کوچہ گل عباس مری حسن راولپنڈی چھاؤنی۔ گواہ شد عبدالرشید قریشی سکرٹری وصایا جماعت احمدیہ راولپنڈی۔ گواہ شد محمد احمد خان مکان نمبر 978 - D سٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی۔

نمبر ۱۶۶۰۱ ـ میں امۃ المالک بنت ملک عبدالحمید صاحب قوم ککے زئی ملک پیشہ طالب علم عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن راولپنڈی صدر صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ ۱۔ بالیاں کانوں کی طلائی وزن آدھ تولہ ۲۔ ایک انگوٹھی طلائی وزن تین ماشہ قیمت اندازاً -/۱۰۰ روپیہ۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں اور نہ کوئی زیور ہے۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامۃ امۃ المالک بنت ملک عبدالحمید صاحب مکان نمبر ۷ H/۵۳ بابو محلہ صدر بازار راولپنڈی۔ گواہ شد عبدالحمید والد امۃ المالک۔ گواہ شد عبدالرشید قریشی سکرٹری وصایا جماعت احمدیہ راولپنڈی۔

نمبر ۱۶۶۰۲ ـ میں حکیم ملک علی محمد ولد ملک مولا بخش صاحب قوم اعوان پیشہ حکمت عمر ۶۸ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۱۷ء ساکن دوالمیال ڈاک خانہ خاص ضلع جہلم صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۳/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت بصورت پنشن از گورنمنٹ -/۱۲/۵۰ روپے ماہوار ہے۔ اور حکمت کے ذریعہ آمدن کی تعین نہیں کرسکتا۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ ربنا تقبل منا۔ العبد حکیم ملک علی محمد بقلم خود دوالمیال ڈاک خانہ خاص دوالمیال ضلع جہلم۔ گواہ شد عبدالرحمٰن شاکر کارکن صدر انجمن احمدیہ۔ گواہ شد محمد ابراہیم انسپکٹر وصایا دفتر وصیت ربوہ ۱۱/۳/۶۲۔

نمبر ۱۶۶۰۳ ـ میں مختول بی بی زوجہ نور الدین قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن دھنی دیو چک ۳۳۲ ج ب ڈاک خانہ خاص براستہ بکا آنا ضلع لائل پور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴ جنوری سنہ ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میں بیان دیتی ہوں کہ اس وقت میری کوئی غیر منقولہ جائداد نہیں میں نے اپنا حق مہر اپنے خاوند سے بطور زیورات وصول کرلیا ہوا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ چار تولے ۱ ماشے سونا ہے۔ آج کل کے نرخ سونا کی قیمت -/۱۳۶ فی تولہ ہے اس کے حساب سے ۴½ تولہ سونے کی قیمت -/۶۱۲ روپے بنتی ہے جس کے ۱/۷ حصہ کی وصیت کرتی ہوں اور وہ ۸۷/۵۰ روپے بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی میری آمد ہوگی یا کوئی جائیداد پیدا کروں گی تو اس کا بھی ۱/۷ حصہ ادا کرتی رہوں گی اور میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور میری جائداد ثابت ہوگی تو اس پر بھی یہی حصہ ادا کرنا میرے ورثاء کے ذمہ ہوگا۔ الامۃ مختول بی بی نشان انگوٹھا۔ چک ۳۳۲ ڈاک خانہ خاص ضلع لائل پور۔ گواہ شد خاوند موصیہ نشان انگوٹھا نور الدین۔ گواہ شد پسر موصیہ محمد رفیق ضیا۔

نمبر ۱۶۶۰۴ ـ میں صوفی عبدالغنی نمبردار ولد حسن دین صاحب قوم ارائیں پیشہ کاشتکاری عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت دسمبر سنہ ۵۴ء ساکن چک ۶۵۵ گ ب ڈاک خانہ گنگاپور ۵۹۱ گ ب ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷/۱/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اس وقت تین کیلہ اراضی مالیتی -/۶۰۰۰ روپے کی ہے جو میری جدی ملکیت ہے اس کے علاوہ ایک کیلہ اراضی میرے پاس بصورت رہن ہے۔ جو میں نے ضلع امرتسر میں لیا تھا اور اس کا معاوضہ مجھے یہاں ملا ہے جو میرے پاس مبلغ -/۴۰۰ روپے میں رہن ہے۔ اس رہن اراضی سے مجھے مبلغ -/۱۱۰ روپے سالانہ آمد آتی ہے۔ میں اپنی مذکورہ بالا جائداد اور آمد جو بھی ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد میری اور جائداد ثابت ہو یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد عبدالغنی نمبردار بقلم خود ۱۸/۲/۶۲۔ گواہ شد اصغر علی خان ۱۸/۲/۶۲۔ گواہ شد نذیر احمد بقلم خود سیکرٹری مال اصلاح و ارشاد جماعت احمدیہ گنگاپور چک ۵۹۱ گ ب ۱۸/۲/۶۲۔

مقصد زندگی

و

احکام ربانی

اسی صفحہ کا رسالہ بزبان اردو

کارڈ آنے پر

مفت

عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی

اور

تزکیہ نفوس کرتی ہے

فرحت علی جیولرز ۳۹ کمرشل بلڈنگ دی مال لاہور فون نمبر ۲۶۲۳

ہمدرد دنسوال (حبوب اٹھرا) مرض اٹھرا کی بے نظیر دواء۔ مکمل کورس انیس ۱۹ روپے۔ دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ

"پاکستان کسی عالمی بلاک کا حاشیہ بردار بننا نہیں چاہتا"

"ہم اپنے عظیم ہمسایہ چین سے بہترین دوستانہ تعلقات قائم رکھنے کے خواہاں ہیں" (وزیر خارجہ)

راولپنڈی ۲۸ جون۔ وزیر خارجہ مسٹر محمد علی نے کل قومی اسمبلی کو بتایا کہ پاکستان کسی بھی عالمی بلاک میں شامل نہیں ہو گا ہم نہ تو مغربی ممالک کے حامی ہیں اور نہ ہی کمیونسٹ ممالک کے بلکہ ہر وہ پالیسی اختیار کریں گے جس سے پاکستان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ آپ نے کہا کوئی خارجہ پالیسی یا معاہدہ مقدس نہیں حالات کے مطابق پالیسی میں ترمیم کی جا سکتی ہے۔

وزیر خارجہ نے اعلان کیا کہ ہم اپنے عظیم ہمسایہ چین سے بہترین دوستانہ تعلقات قائم رکھنے کے خواہاں ہیں۔ آپ نے بھارت کی جانب بھی دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ وزیر خارجہ نے کہا پاکستان کی دفاعی معاہدوں میں شمولیت کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کمیونسٹ ممالک سے دوستی نہیں کر سکتا۔ معاہدوں کے ضمن میں آپ نے مزید بتایا کہ پاکستان ان سے پوری طرح مطمئن نہیں ہے۔ وزیر خارجہ کی تقریر کے بعد ایوان میں کٹوتی کی تحریکیں واپس لے لی گئیں اور ایوان نے متفقہ طور پر وزارت خارجہ کے تمام مطالبات زر منظور کر لئے۔

وزیر خارجہ نے کہا پاکستان روسی امریکی یا کسی اور بلاک کا حاشیہ بردار بننا نہیں چاہتا اور دفاعی معاہدوں کی رکنیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پاکستان کی نکیل جدھر جی چاہے موڑی جا سکتی ہے۔ آپ نے کہا کہ پاکستان تمام بین الاقوامی امور کو حقیقت کی کسوٹی پر پرکھنے کی پالیسی پر عمل کرتا ہے۔ پاکستان نے دفاعی معاہدوں سے فائدہ اٹھایا ہے لیکن ہم ان سے کلی طور پر مطمئن نہیں ہیں۔ آپ نے مزید کہا کہ اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کرتے ہوئے پاکستان کو اپنی جغرافیائی پوزیشن اور بھارت کے پاکستان دشمن طرز عمل کو مد نظر رکھنا چاہیئے وزیر خارجہ نے کہا کہ دفاعی معاہدوں کی رکنیت کا یہ مطلب نہیں کہ ہم کمیونسٹ اور غیر جانبدار ممالک سے دوستی نہ کریں۔ اس کا ثبوت روس سے تیل کی تلاش کے سلسلے میں معاہدہ اور چین سے سرحدی مذاکرات سے ملتا ہے۔ پاکستان اپنے عظیم ہمسایہ چین سے بہترین دوستانہ تعلقات قائم رکھنا چاہتا ہے۔ پاکستان اور چین میں کوئی تنازع موجود نہیں۔ آپ نے اس سلسلہ میں چین کے عظیم لیڈر چو این لائی سے اپنی دوستی کا ذکر کیا اور کہا کہ میں اس تعلق اور دوستی کی تجدید کا منتظر ہوں۔

وزیر خارجہ نے کہا پاکستان کی روس سے کوئی دشمنی نہیں۔ آپ نے توقع ظاہر کی کہ روسی لیڈر کشمیریوں کے حق خود اختیاری کے سوال کے بارے میں اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کریں گے تاکہ پاکستان اور روس میں اچھے تعلقات استوار کرنے کے لئے راہ ہموار ہو سکے +

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

ٹاؤن کمیٹی ربوہ کا مجوزہ بجٹ برائے سال ۶۳-۱۹۶۲ء

ایک لاکھ تیرہ ہزار روپے کے آمد و خرچ کا تخمینہ

ربوہ ۲۸ جون۔ مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔ اے چیئرمین ٹاؤن کمیٹی ربوہ نے ایک خصوصی ملاقات میں نامہ نگار الفضل کو بتایا ہے کہ ۶۳-۱۹۶۲ء کے لئے ٹاؤن کمیٹی ربوہ نے ایک لاکھ چار ہزار تین سو روپے کا بجٹ آمد و خرچ تیار کر کے منظوری کے لئے بالا افسران کو بھجوایا ہے۔

کمیٹی کی آمد میں خدا تعالےٰ کے فضل سے سال بسال اضافہ ہو رہا ہے جیسا کہ گزشتہ چند سالوں کی آمد پر مشتمل مندرجہ ذیل نقشہ سے ظاہر ہے۔

۵۶-۱۹۵۵ء	=	۳۷۷۲۵ روپے
۵۷-۱۹۵۶ء	=	۴۴۸۱۸
۵۸-۱۹۵۷ء	=	۵۰۴۶۴
۵۹-۱۹۵۸ء	=	۵۹۴۶۴
۶۰-۱۹۵۹ء	=	۶۶۶۱۲
۶۱-۱۹۶۰ء	=	۶۸۸۴۲
سال رواں ۶۲-۱۹۶۱ء	=	۹۸٫۰۰۰

یعنی اس سال گزشتہ سال کی آمد پر ۲۹٫۱۵۸ روپے کا اضافہ ہوا ہے آئندہ سال ۶۳-۱۹۶۲ء کے لئے آمد کا بجٹ ایک لاکھ تیرہ سو روپیہ رکھا گیا ہے۔

بجٹ کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

گزشتہ سال کی بچت بمطابق بجٹ	۳۰۰۰
آمد مجوزہ ۶۳-۱۹۶۲ء	۱۰۱۳۰۰
میزان	۱۰۴۳۰۰

مجوزہ خرچ ۶۳-۱۹۶۲ء	=	۱۰۰۵۰۰
اختتام سال پر بچت	=	۳۸۰۰
میزان		۱۰۴۳۰۰

جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے دفتری اور عملہ چونگی کے علاوہ ۶۲-۱۹۶۱ء کے اصل اخراجات ۶۳-۱۹۶۲ء کے مجوزہ اخراجات کا نقشہ حسب ذیل ہے:۔

	اصل خرچ ۶۲-۱۹۶۱ء	مجوزہ خرچ ۶۳-۱۹۶۲ء
۱۔ سڑکیں	۵۰۰۰	۶۰۰۰
۲۔ نالیاں وغیرہ	۴۰۰۰	۶۰۰۰
۳۔ ٹیسٹ بورنگ واٹر ورکس	۱۲۰۰	۵۰۰۰
۴۔ گرانٹ حصہ پرائمری تعلیم الاسلام ہائی سکول و نصرت گرلز ہائی سکول	۶۰۰۰ تقریباً	۱۰٫۳۰۰
۵۔ کمیٹی کے اپنے پرائمری سکولوں کا خرچ	۱۳۰۰۰	۱۶٫۳۰۰
۶۔ سٹریٹ لائٹ	۸۷۰۰	۹٫۶۰۰
۷۔ عملہ صفائی	۱۳۰۰۰	۱۴٫۵۰۰

4 سڑکوں پر درختوں کی دیکھ بھال کیلئے اور نئے درخت لگانے کے لئے سال رواں تک دو بیلدار رکھے جاتے رہے ہیں لیکن آئندہ سال کمیٹی نے دو بیلدار بڑھا دئے ہیں جو صرف ربوہ کے جنوبی حصہ میں کام کریں گے بیلداروں وغیرہ پر کل مجوزہ خرچ ۳۰۰۰ روپے رکھا گیا ہے۔

بجٹ آمد میں گورنمنٹ کی طرف سے متوقع گرانٹس بھی شامل ہیں لیکن کوشش کی جا رہی ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے مزید گرانٹ حاصل کی جائے لیکن اس مزید گرانٹ کو (جس کے لئے کوشش جاری ہے) بجٹ میں شامل نہیں کیا گیا۔ واٹر ورکس سکیم کے سلسلہ میں دریا کے کنارے ۲۲۰ فٹ تک ٹیسٹ بورنگ کروائی جا چکی ہے۔ ۱۵۰ فٹ سے لیکر ۲۲۰ فٹ تک کا پانی کیمیائی طور پر درست ثابت ہوا ہے۔ اب اس پانی کا طبی امتحان کروایا جا رہا ہے۔ یہ بورانشاء اللہ تعالےٰ ۳۰۰ فٹ تک مکمل کروایا جائے گا۔ کمیٹی کی تجویز ہے کہ محلہ دارالیمن اور محلہ دارالرحمت غربی میں بھی ٹیسٹ بور کروایا جائے۔ واٹر سپلائی کے جملہ اخراجات کے لئے آئندہ سال کے بجٹ میں مجموعی طور پر ۵۰۰۰ روپے مخصوص کئے گئے ہیں۔

مکرم چیئرمین صاحبان نے جملہ اہلیان ربوہ سے اپیل کی ہے کہ وہ ٹاؤن کمیٹی کے کارکنان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعاون فرمائیں۔ چونکہ کمیٹی کو ربوہ کے تعمیری کاموں کے سلسلہ میں روپیہ کی اشد ضرورت ہے لہذا جن احباب کے ذمہ ہاؤس ٹیکس کے بقائے چلے آ رہے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ جلد از جلد اپنے بقائے ادا کر دیں۔

جن احباب کو کمیٹی کے کام کے سلسلہ میں کسی قسم کی کوئی شکایت پیدا ہو وہ تحریری طور پر بند لفافے میں قریشی محمد شفیع صاحب ممبر و آنریری سیکرٹری یا خود چیئرمین کو اطلاع دیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس کے فوری تدارک کا انتظام کیا جائے گا۔

ٹاؤن کمیٹی میں مصالحتی عدالتوں کے آرڈیننس کے تحت پبلک کے عام تنازعات کا فیصلہ کرنے کا بھی انتظام موجود ہے۔ مسلم خاندانی قوانین کے آرڈیننس کے تحت کمیٹی نے ثالثی کونسل کے ذریعہ سال رواں میں ۱۹ تنازعات کا فیصلہ کیا ہے۔ اور چار تنازعات زیر سماعت ہیں۔

مکرم چیئرمین صاحب نے جملہ اہالیان ربوہ سے یہ بھی اپیل کی ہے کہ ربوہ کے تعمیری کاموں کے سلسلہ میں ضروری مشورے و تجاویز معین صورت میں تحریری طور پر انہیں ارسال کئے جائیں تا ان سے مفید راہنمائی حاصل کی جائے۔

اسی طرح انہوں نے تمام بزرگان سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنی دعاؤں کے ذریعہ سے ان کی امداد کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ کمیٹی کے سب کارکنان کو محنت۔ اخلاص اور دیانتداری سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور کمیٹی کے کاموں میں جو بعض مشکلات پیش آ رہی ہیں انہیں اپنے فضل سے دور فرما دے آمین

(نامہ نگار)

روئداد جلسہ سالانہ راولپنڈی

بقیہ صفحہ ۴

احمدیہ کی تبلیغی مساعی کی ایک جھلک سامعین کے سامنے پیش فرمائی جس کے ساتھ ہی پہلے روز کی کارروائی بخیر و خوبی ختم ہوئی۔

دوسرے روز سہ پہر کو ۵ بجے جناب قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے مسئلہ نبوت پر ایک مبسوط تقریر ارشاد فرمائی جس میں آپ نے قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائی۔

قریباً ڈیڑھ صد کے قریب غیر از جماعت نے بھی جلسہ کی کارروائی دلچسپی اور سکون سے سنی جلسہ ... کے ساتھ ...